نقدواستدراک

بینکوں سے تجارتی معاملات

مکرمی جناب مدیر صاحب سہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ   السلام علیکم ورحمۃ اللہ

موقر مجلہ کے شمارہ اپریل۔جون ۲۰۰۳ء میں ڈاکٹر عمر افضل صاحب کا مقالہ پڑھا جس میں اس وقت لوگوں کو درپیش اقتصادی مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔ دورِ حاضر میں لوگوں کے سامنے اقتصادی مسائل اور دشواریاں تو واقعی بے شمار ہیں مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہم بحیثیت مسلمان شریعت کے پابند ہیں اور شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے ہی مسائل کا حل نکالنے کے مکلّف ہیں، ہماری سب سے بڑی پریشانی یہ ہے کہ پہلے ہمارے واسطے فیلڈ (ميدان) تنگ کر دی جاتی ہے اور پھر کہا جاتا ہے کہ اسی فیلڈ میں رہتے ہوئے آپ کو یہ کام انجام دینا ہے۔ مثال کے طور پر کسی کو فٹبال کھیلنے کو کہا جائے اور فیلڈ بالکل مختصر ہو تو پھر وہ فٹبال کیسے کھیل سکے گا۔

اس کا اصل علاج یہی ہے کہ اوّلاً فیلڈ کو وسیع کیا جائے، بالفاظِ دیگر جہاں نقص اور خرابی ہے پہلے اس کو دور کیا جائے اور اس کو صحیح اور حقائق پر مبنی نظام بنایا جائے۔ بندہ کی نظر میں خرابی اصلاً اس نظام میں ہے جو اصولِ شریعت سے ٹکراتا ہے۔ دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بینک کو اصول اور ضابطے کچھ تو موجودہ اقتصادی حالات کے پیش نظر اور کچھ لوگوں میں ایمان داری کے فقدان کی وجہ سے بنانے پڑے ہیں اور یہی چیز بینکنگ کے نظام کی اصلاح میں اشدّ مانع ہے۔ ورنہ ہم بینک میں روپیہ جمع کرنے کی عمومی شکلوں (بشمول فکسڈ ڈپازٹ) کو عقدِ مضاربت کی شکل دے سکتے ہیں، بشرطیکہ تھوڑی سی اصلاح کرلی جائے۔ وہ یہ کہ لوگوں کے منافع کو بینک کے منافع کے فیصد کے ساتھ معین کر دیا جائے، نہ یہ کہ لوگوں کے منافع کا تعیّن ان کی جمع کردہ رقم کے تناسب سے ہو جیسا کہ بینکوں میں ہوتا ہے۔ مثلاً اگر اصل نفع جو بینک کو ہو اس میں رقم جمع کرنے والوں کو ۲۰٪،

۴۰٪، ۵۰٪ وغیرہ طے کردیا جائے تو یہ شرعاً جائز ہوگا لیکن اگر یہ نفع لوگوں کی جمع کردہ رقم پر سال میں ۱۰٪ یا کم وبیش طے کردیا جائے تو شرعاً جائز نہ ہوگا۔

شریعت اصل رقم کے بجائے منافع پر فیصدی تعیین اس لیے چاہتی ہے تاکہ سرمایہ دار اور محنت کرنے والوں میں سے کسی کا یک طرفہ خسارہ نہ ہو اور رائج صورتوں میں یہی ہوتا ہے، چنانچہ کبھی کبھی بینک کو بالکل کوئی نفع نہیں ہوتا بلکہ خسارہ ہوتا ہے، اس کے باوجود بینک سرمایہ لگانے والوں کو نفع دینے کا پابند ہوتا ہے اس طرح کبھی بینک دیوالیہ (Bankrapt) ہونے کی کگار پر پہونچ جاتا ہے یا دیوالیہ ہوجاتا ہے۔ یہ بینک پر سراسر ظلم ہے۔ اسی طرح کبھی کبھی بینک کو بہت زیادہ نفع (Profit) ہوتا ہے اور سرمایہ لگانے والوں کو وہی معمولی نفع ملتا ہے جو طے ہے۔ یہ بھی عدل کے خلاف ہے۔

اس طرح اگر یہ معاملہ منافع کی بنیاد پر ہو اور منافع کے لحاظ سے فیصد متعین کیا جائے تو دونوں میں سے کسی کا نقصان نہ ہوگا، بلکہ منافع اور نقصان میں دونوں برابر شریک ہوں گے۔

اگر بینک اپنے نظام میں اس طرح کی اصلاح کرلیں تو شرعاً یہ عقد مضاربت پر محمول ہو سکتا ہے اور بینکوں کو ایسا کرنا کوئی مشکل بھی نہیں، چونکہ ان کا باضابطہ روزانہ، ماہانہ اور سالانہ حساب ہوتا ہے۔ وہ روزانہ نفع اور نقصان کے بارے میں اندراج کرتے ہیں۔

لیکن اس میں سب سے بڑی رکاوٹ آج کل کی بے ایمانی بن سکتی ہے، وہ یہ کہ بینک فرضی طور پر اپنے آپ کو کبھی دیوالیہ (Bankrapt) ڈکلیر کرسکتا ہے، جیسا کہ آئے دن تجارتی گروپ اور انوسمنٹ کمپنیاں وجود میں آتی ہیں اور پھر چند سالوں کے اندر اندر غائب ہوجاتی ہیں۔ اگر اس بے ایمانی پر قابو پایا جا سکے تو لوگوں کے مسائل کا حل شرعاً نکل سکتا ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ظہیر احمد

خادم التدریس والافتاء مدرسہ اشاعت العلوم کانپور